ریسرچ جرنل تحقیق

جلد 04 شمارہ 02، دسمبر 2023

پریم چند کے ناولوں میں طبقاتی کشمکش اور استحصال زدہ طبقہ

Class Conflict and Exploited in Prem Chand's Novels

ڈاکٹر سید علی اصغر شاہ[1]، محمد ثاقب فاروق اعوان[2]، سمعیہ یاسمین[3]

[1] اسسٹنٹ پروفیسر اردو، کلر کہار سائنس کالج، کلر کہار (چکوال)، [2] پی ایچ ڈی اردو اسکالر، شعبہ اردو، یونیورسٹی، سندھ،

[3] ایم فل اقبالیات اسکالر، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

Dr. Syed Ali Asghar shah[1], Muhammad Saqib Farooq Awan [2], Sameea yasmeen[3]

[1] Assistant Professor Urdu Kallar Kahar Science College Kallar Kahar, (Chakwal)
[2] Ph.D Urdu(Scholar),Deptt. Of Urdu, University of Sindh
[3] M.Phil Iqbaliyat (Scholar), Allama Iqbal Open University, Islamabad

eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT:
After arrival of British in the Sub –Continent, there were many changes in economic, civic, cultural and social life. The British revalued the system which revealed social injustice. This was solidities as future system and reflected in the literature. Praim Chand, specifically felt the changing environment and he focused on basic human rights with regards to social injustice in Hindu society.

KEYWORDS: Novel, Praim Chand, Economic, Social Life, Revalued.

ہندوستان میں معاشی، عمرانی، سماجی اور معاشرتی تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ انگریزی عمل داری نے نئے تصورات، نظریات، خیالات اور سوچ کے نئے دھاروں کو جنم دے دیا تھا۔ راجوں اور نوابوں کا درباری تسلسل ختم ہو گیا تھا لیکن جاگیر دارانہ، زمیندارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام مختلف صورتوں میں موجود تھا۔ سب سے بڑھ کر اشرافیہ جو وسائل کے ساتھ انگریزوں کے شریک تھے۔ بہت اثر رسوخ کے مالک تھے۔ بلکہ انگریز کے گماشتے غریبوں کا خون چوس رہے تھے اور انگریز حکومت ان کی سرپرستی کرتی تھی۔ یہ طبقہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔ حتیٰ کہ اپنی بیگمات کو انگریزوں کی محفلوں میں سج دھج کر جانے کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا تھا۔ انگریزوں نے اس طبقے کو اپنی حکمرانی کے لیے استعمال کیا۔ ان دونوں کے گٹھ جوڑ نے ایک نئے سماجی ماحول کو جنم دیا۔

انگریز نے طبقاتی تعلیم اور طبقاتی سماج کی بنیادیں بہت گہری رکھ دی۔ یہ سب کچھ جاگیر داروں، راجوں مہاراجوں اور معزول شدہ ریاستی نوابین کے ذریعے ہو رہا تھا۔ ایک ایسا ہندوستان سماجی سطح پر تشکیل ہو رہا تھا جو طبقاتی تقسیم کی وجہ سے ایک ایسے نظام کو جنم دے رہا تھا جہاں سماجی ناانصافی، دولت کی غیر مساویانہ تقسیم، حقوق کی پامالی اور وسائل کا چند ہاتھوں میں سمٹنے کے عمل کو تقویت مل رہی تھی۔ یہ نظام ہندوستان میں اب کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ انگریز نے بڑی چالاکی سے ایسے نظام کو ہندوستان کے مستقبل کے نظام کے حوالے کر دیا تھا جس کے استحصال کی بھیانک شکلیں آج بھی موجود ہیں۔

اس بدلتے ہوئے سماج نے جو سماجی شعور پیدا کیا اس میں ادب کے نئے نئے تناظر پیدا ہوئے۔ ادب میں حقیقت نگاری، حقیقت پسندی اور حقیقت شناسی نے وقعت پائی۔ پریم چند نے اس نئی فضا کو محسوس کیا اور اس طبقاتی سماج کے عناصر کا ادراک حاصل کیا۔ ان کا سماجی تجربہ حقیقت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے انہوں نے زندگی کی تمازت اور شدت کو محسوس کرتے ہوئے انسانی آشوب کے ایسے ایسے زاویے تلاش کر کے اپنی تخلیقات میں سمو دیا۔ پریم چند کا عہد سیاسی، سماجی اور عمرانی سطح پر ہندوستان میں تبدیلی کا ایک اہم سنگ میل ہے۔

مذہبی برتری، مذہبی تعصب، معاشی استحصال، توہم پرستی، ذات پات کی اونچ نیچ، سماجی برتری، رسوم ورواج کی جکڑ بندی، کسانوں اور نچلے طبقے کی غلامی کے پہلو، کمزور طبقوں کی بنیادی حقوق سے محرومی پریم چند کے سامنے مسائل تھے جن کو انہوں نے اپنے فن پاروں کے ذریعے پیش کیا۔ پریم چند نے ہندوستان کے ایک بڑے اور مظلوم طبقے کو اپنا موضوع بنایا۔ تاریخی اعتبار سے پریم چند کا زمانہ ہندوستان کی آنے والی تاریخ کے لحاظ سے بہت اہم تھا وہ ہندو مسلم کلچر کو ملا کر دیکھ رہے تھے۔ انگریزوں کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو مذہبی، ثقافتی اور سماجی طور پر تقسیم کا عمل شروع ہو چکا تھا۔ پریم چند نے بہت شعوری سطح پر دونوں کو ہم آہنگ کرنے اور تعصبات کے خلاف اپنا رویہ ظاہر کیا اور سب سے زیادہ نشانہ ہندوؤں میں ذات پات اور چھوت چھات کے مسئلے کو بنایا۔ ہم چاہے مسلمان ہوں یا ہندو ہماری تہذیب تو ہند آریائی تہذیب ہے۔ جس کے سب عناصر ایک دوسرے کے لیے سود مند ہیں۔

جنگ آزادی 1857ء کے بعد انگریزوں نے نو آبادیاتی نظام کے قیام کے لیے کام کیا اور ایسی منصوبہ بندی کی کہ ہر اعتبار سے متحدہ اور مشترکہ شعور اور احساس سے دور ہو جائے۔ جو ہندوستان پہلے ہی کئی زبانوں، کئی ثقافتوں، کئی مذہبی اکائیوں اور تصورات میں بٹا ہوا تھا۔ اس لیے ہندوستان کو تقسیم کرنے میں مزید دقت کا سامنا انگریزوں کو نہیں کرنا پڑا ہندوستانی معاشرہ میں قوم کا تصور مذہب اور فرقہ تک محدود ہو گیا تھا۔

پریم چند کا پہلا ناول "بازار حسن" ہندوستانی سماج پر کڑی نقطہ چینی ہے۔ وہ معاشرے کی خرابیوں کو بہت اچھے سے بے نقاب کرتے ہیں۔ آپ نے ہندوستانی سماج کی خواتین کی بے بسی اور مظلومیت کو بڑی باریکی سے پیش کیا ہے۔ انیسویں صدی کے آخری عشرے میں ہندوستانی معاشرے میں اصلاح کی کاوشیں زیادہ ہو گئی تھیں۔ طوائف کو اس دور میں ناول اور افسانوں کا موضوع بنایا گیا۔

اس ناول میں عصمت فروشی کے بھیانک پہلوؤں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا اصل موضوع ہندوستانی عورت کی مظلومی اور بے بسی ہے۔ اس میں ہندوستان کے سماج کی بے ہودہ رسم و رواج کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔ "بازار حسن" میں آپ نے معاشرتی خرابیوں، اخلاقی، اقتصادی اور نفسیاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:

> "بازار حسن پہلا ناول ہے ۔ جس میں پریم چند نے معاشرتی خرابیوں کو وسیع سماجی، اخلاقی اور اقتصادی پس منظر میں دکھایا ہے۔ اس کے نفسیاتی پہلوؤں پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اور پھر اپنے مشاہدے اور مطالعے کی روشنی میں ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔"(1)

سماج میں طوائف کا وجود اس بات کی دلیل پیش کرتا ہے کہ سماجی ناانصافی اور معاشی عدم استحکام کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

پریم چند کے ناول "گوشہ ءعافیت" میں لکھن پور کے ایک گاؤں کی تباہی و بربادی کے قصے بیان ہوئے ہیں۔ پریم چند کا یہ ناول کسان کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ جس میں کسان کی سماجی اور معاشی استحصال کے تمام پہلو بیان کیے گئے ہیں۔ انہوں نے ہر طبقے کے افراد کی ذہنی اور سماجی زندگی کی تصویر کشی کی ہے۔ وہ کسانوں اور زمین داروں دونوں طبقات کے حالات پیش کرتے ہیں۔

منوہر کا کردار اس عہد کی پوری نسل کا نمائندہ ہے۔ جس نے ظلم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ وہ کسانوں کو استحصالی صورت حال سے نجات دلانا چاہتا ہے۔ پریم چند نے اس ناول میں کسانوں پر اضافی لگان کے بنیادی مسئلہ پر بات ہے۔ اس سماج میں اگر کوئی وقت پر لگان ادا نہ کرتا تو اس کی زمین قبضے میں چلی جاتی۔ کسانوں کی زندگی بہت مشکل میں تھی ان پر پریشانیوں اور مصیبتوں کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ روز نئی سے نئی مشکلات غریب کسانوں پر نازل ہوتی تھیں۔ پریم چند نے حقیقت پسندانہ روش اختیار کرتے کسان کی سماجی، مذہبی اور معاشی بدحالی کو بے نقاب کیا ہے۔ ڈاکٹر یوسف سرمست اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "پریم چند نے صرف حقیقت کی عکاسی ہی نہیں کی ہے، بلکہ اپنی ہی نہیں لاکھوں کروڑوں ہندوستانیوں کی خواہش کا اظہار انہوں نے کیا ہے۔" (2)

پریم چند کا ایک اور اہم سیاسی اور سماجی ناول "میدان عمل" ہے۔اس ناول میں امر کانت ایک ساہو کار لالہ سمر کانت کا بیٹا ہے جس کی اپنی دکان ہے۔امر کانت کا دوست سلیم ہے۔دونوں انگریزوں کے خلاف تحریک میں شامل ہو جاتے ہیں۔"میدان عمل" میں متوسط طبقے کے کسان،کاشتکار،مزدور،نوجوان اور دیگر افراد آزادی کی تحریک اور جدوجہد میں شامل نظر آتے ہیں۔پریم چند نے انسانوں کی فلاح کو اپنی تحریروں کے ذریعے اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ہندو سماج کے بر سر اقتدار طبقات نے کئی صدیوں سے غریبوں کو اپنا غلام بنایا ہوا تھا۔وہ غریب طبقہ کی بہتری،خوشحالی اور آسودگی کے تمام در کھولنا چاہتے تھے۔وہ مندروں سے تلک دھاری پنڈتوں کی اجارہ داری کو ختم کرنا چاہتے تھے۔یہ وہ وقت تھا جب مٹھو جیسے نچلے طبقے کے ہندوؤں کو مندروں کے باہر بیٹھ کر گیتا سننے پر بھی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔وہ دیکھ رہے تھے کہ جبر و استحصال کا یہ فرسودہ نظام بہت جلد انقلاب کی زد میں آجائے گا۔

"میدان عمل" میں ہندوستانی مزدوروں کے ہمت و حوصلے اور غیرت کو بیدار کرنے کے لیے سلیم کہتا ہے:

"تم اتنے آدمی کھڑے دیکھتے رہے اور تم سے کچھ نہ ہو سکا تمہارے خون میں ذرا جوش نہ آیا۔
سب کے سب جا کر مر کیوں نہ گئے۔"(3)

پریم چند اس عہد کے معاشرتی پہلو کی تصویر کشی کرتے ہیں۔وہ ہندوستانی سماج کے نچلے طبقے کی جسمانی اور روحانی صورت حال کو دیکھ رہے تھے جہاں مذہب کے ٹھیکیدار غریبوں کو مندروں میں عبادت کے لیے آنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔سکھدا جو انسانی ہمدردی، اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتی ہے اس نے نچلے طبقے کے لوگوں کے لیے مندروں کے دروازے کھلواتی ہے:

"میلی،بد سلیقہ اور بے زیور ریشم اور مرصع زیوروں کا کہیں نام نہ تھا۔مگر ان کے دلوں میں صفائی
تھی،سادگی تھی خلوص تھا۔"(4)

نچلے طبقے کے لوگ غریب ضرور نظر آتے تھے لیکن ان کے دلوں کی پاکیزگی صاف دکھائی دیتی ہے۔"میدان عمل" میں ہندوستانی سماج کی فضا بڑی گھٹی ہوئی اور کشمکش میں گھری ہوئی نظر آتی ہے۔عورتیں سماجی ناانصافی دور کرنے کے لیے تحریک میں شامل ہو جاتی ہیں۔

پریم چند نے ہمیشہ نیچی ذات کے ہندوؤں جنہیں اچھوت کہتے ہیں یا غریب کسانوں،مزدوروں کے حق میں آواز بلند کی جو معاشرتی،معاشی اور اخلاقی استحصال کا نشانہ بنتے رہتے تھے۔یہ موضوع ان کے ہاں نیا ہی دکھائی دیتا ہے۔کیونکہ وہ اس کا بہت تجربہ اور مشاہدہ رکھتے تھے۔اسلوب احمد انصاری نے سکھدا کے کردار کے حوالے سے پریم چند کے آدرش کی یوں وضاحت کی ہے۔پریم چند کے

ناول اپنے عہد کے سماجی اور سیاسی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے ناولوں میں بھرپور سماجی شعور اور استحصال زدہ طبقے کے مسائل اور ان کا ذکر ملتا ہے۔

کسانوں کا بھرپور طریقے سے استحصال کیا جاتا۔ ایک سال سے محنت کرنے والا کسان دانے دانے کا محتاج ہو جاتا۔ ہوری اپنے طبقے اور عہد کے ان کسانوں کی نمائندگی کرتا ہے جو اپنی زمین کی حفاظت کی خاطر اپنی اولاد کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ہوری ایک طرف تو اپنی ذلت ورسوائی پر اندر ہی اندر جہنم کے عذاب میں مبتلا ہے تو دوسری طرف اسے متوسط طبقہ کے لوگوں کے حالات وواقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ پروفیسر سید وقار عظیم رقم طراز ہیں:

> "گئودان اس زمانہ کا ناول ہے جب دیہاتی اپنے دکھوں سے تھک ہار کر سکھ کی کھوج میں شہر آنے لگے تھے۔ جب الیکشن اور ممبری کا چرچا سب سے بڑی سیاسی بات تھی۔ جب مل کھل رہے تھے اور سرمایہ دار کو غریبی کا خون چوسنے کا ایک نیا شکنجہ ہاتھ لگا تھا۔ اس ناول میں ان حالات کی پیدا کی ہوئی ساری فضا کا جو اثر دیہات اور شہر پر پڑا تھا۔ اس کا عکس ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دیہاتی سماج کے ہر چھوٹے بڑے پہلو کی تفصیل بھی ہے۔"(5)

ہندوستانی سماج میں جاگیر داری نظام اور پولیس کی زیادتی سے کوئی بھی غریب کسان محفوظ نہ رہ سکا۔ لاکھوں کسان اپنے ہی ملک میں ظالم وجابر طبقے کے ہاتھوں پس رہے تھے۔ پریم چند نے ہندوستانی سماج کی بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں تصویر کشی کی ہے۔ ہوری کی موت اس کی ذات کی موت نہیں بلکہ کروڑوں ہندوستانی کسانوں کی موت ہوتی ہے۔ وہ کسان جو استحصال زدہ سماج میں رہتے ہوئے اپنی خواہشات کو پورا نہیں کر سکتے۔

پریم چند نے اپنے زمانے کی تاریخ اور معاشرت کا گہرا مشاہدہ کیا ہوا تھا۔ اس لیے ان کے ہر موضوع کا تعلق اس وقت کے عوام کی زندگی کے چھوٹے بڑے مسائل سے براہ راست جڑا ہوا ہے۔ پریم چند ہندو سماج کی سماجی ناہمواریوں، چیرہ دستیوں، تضادات، منافقت اور طبقاتی برتاؤ کے بہت بڑے نباض ہیں۔ ترقی پسند تحریک اگرچہ ہندو اور مسلم سماج کو الگ الگ کر کے نہیں دیکھ رہی تھی۔ ان کے نزدیک انسانیت ہی واحد حوالہ ہے جو ہندوستان میں تبدیلی کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے پریم چند کا اپنا ایک فکر انگیز مضمون " فرقہ واریت اور تہذیب" ہے جس میں انہوں نے اپنے نظریے کو واضح کیا ہے۔

"گئودان" ہندوستانی سماج کی مکمل طور پر نمائندگی کرتا ہے۔ اس میں تاریخ کے ایسے موڑ سامنے آتے ہیں جب دیہاتی سماج قصباتی سے شہری سماج میں تبدیل ہونے کے لیے آمادہ تھا۔ انگریزی عمل داری اور نظام نے خود کو مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا سرمایہ دار اور

مزدور طبقہ الگ الگ ہو گئے تھے۔ ترقی پسند تحریک کو اسی زمانے میں تقویت ملی جب براہ راست مزدور اور اس کا استحصال موضوع بن رہا تھا۔ گئودان کی یہ سطح بھی بہت اہم ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر، قمر رئیس، "پریم چند کا تنقیدی مطالعہ بحیثیت ناول نگار" علی گڑھ : سر سید بک ڈپو، 1963ء، ص:227

۲۔ ڈاکٹر، یوسف سرمست، . بیسویں صدی میں اردوناول. حیدر آباد : نیشنل بک ڈپو, 1973ء, ص:221

۳۔ چند، پریم "میدان عمل"، دہلی : مکتبہ جامعہ، 1925ء، ص:67

۴۔ چند، پریم "میدان عمل" دہلی : مکتبہ جامعہ، 1925ء، ص:250

۵۔ عظیم، پروفیسر وقار "داستان سے افسانے تک"، لاہور : الوقار پبلی کیشنز، 2003ء، ص:163

References

1. Dr. Qamar Raees, Prem Chand ka Tanqeedi Mutalia Bahaseeat Naovel Nigar, Ali Garh: Sir Syed Book Depot,1963,Pg227
2. Dr. Yousaf Sir Mast, Beesveen Sadi mai Urdu ovel, Haider Abad: National Book Depot,1973,Pg221
3. Chand, Prem, Maidan e Amal, Dehli: Maktba e Jamia, 1925, Pg67
4. Chand, Prem, Maidan e Amal, Pg250
5. Azeem, Prof. Waqar, Dastan se Afsany Tak, Lahore:Alwaqar Publications, 2003, Pg163